از عدالتِ عظمیٰ

سٹیٹ آف یو۔ پی۔

بنام

امیر علی

تاریخ فیصلہ: 3 اپریل، 1996

[کے رامسوامی، ایس پی بھروچا اور کے۔ ایس۔ پرپورنن، جسٹس صاحبان]

تعمیرات ہند، 1860:

دفعہ 303- بیانِ مرگ کو سزا کی بنیاد بنانا- بیوی کو آگ لگا کر قتل کرنے والا ملزم- مجسٹریٹ اور تفتیشی افسر کو دئے گئے بیاناتِ مرگ- ٹرائل کورٹ نے معاندانہ قرار دیے گئے گواہوں کے بیانات کو قبول کرتے ہوئے اثباتِ جرم ریکارڈ کی جہاں تک کہ وہ بیاناتِ مرگ کے مطابق تھے- عدالت عالیہ کی جانب سے اس بنیاد پر بری کیا گیا کہ گواہ آئے اور بیان ریکارڈ ہونے کے بعد تفتیشی افسر کے سامنے متوفی کے بیان کی تصدیق کی- قرار پایا کہ، بیاناتِ مرگ گواہوں کے معاندانہ ہونے کے ثبوت سے آزاد اثباتِ جرم کی بنیاد کے لیے کافی تھے- طبی شواہد بیاناتِ مرگ کی تصدیق کرتے ہیں- عدالت عالیہ نے مجسٹریٹ کے ذریعے درج کیے گئے بیاناتِ مرگ پر شک کرنے میں غلطی کی- ملزم کو جرم کا مجرم قرار دے کر عمر قید کی سزا سنائی گئی- ایوڈنس ایکٹ- بیانِ مرگ-

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 474، سال 1996-

فوجداری اپیل نمبر 781، سال 1984 میں الہ آباد عدالت عالیہ کے مورخہ 30.8.90 کے

فیصلے اور حکم سے-

اپیل کنندہ کی طرف سے اے ایس پنڈیر اور پرشانت کمار-

جواب دہندہ کی طرف سے شکیل احمد سید-

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم سنایا گیا:

اجازت دی گئی

ہم نے دونوں طرف کے فاضل وکلا کو سناہیں۔

خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل 30 اگست 1990 کو فوجداری اپیل نمبر 84/781 میں الہ آباد میں باختیار عدالت عالیہ کے ڈویژن بیچ کی طرف سے منظور کیے گئے حکم برأت سے پیدا ہوتی ہے۔ استغاثہ کا معاملہ یہ ہے کہ متوفی مدعا علیہ کی بیوی ہے۔ 20 اکتوبر 1983 کو شام 7 بجے سے 8 بجے کے درمیان ملزم گھر آیا تو اس نے متوفی کو دال کے ساتھ کھانا تیار کرتے ہوئے پایا۔ وہ مچھلی لے کر آیا اور اسے سالن بنانے کو کہا۔ جب وہ سالن بنانے کے لیے مصالے تیار کر رہی تھی، تو اس نے اُس سے پوچھا کہ اُس نے پہلے دال کے ساتھ کس کے لیے کھانا تیار کیا تھا، جس پر اُس نے جواب دیا کہ اُس نے اُس کے لیے کھانا بنایا تھا اور اُسے علم نہیں تھا کہ وہ سالن بنانے کے لیے مچھلی لے آئے گا۔ اس نے اس کی وفاداری پر شک کیا اور متوفی کو کمرے کے اندر بلایا اور اسے مارا پیٹا اور اس پر مٹی کا تیل ڈالا اور آگ لگا دی۔ وہ باہر آیا اور دروازہ بند کر دیا۔ جب وہ مدد کے لیے چیخ رہی تھی تو پڑوسی اسے بچانے آئے اور اسے ہسپتال لے گئے۔ ہسپتال میں جب ایگزیکٹو مجسٹریٹ کو اپنا بیان ریکارڈ کرنے کے لیے طلب کیا گیا تو انہوں نے 21 اکتوبر 1983 کو صبح 9:30 بجے بیان اس طرح دیا:

"شریمتی وضح النساء زوجہ امیر علی، ساکنہ گاؤں برہر کوٹ، تھانہ اتر اولہ، نے حلفاً بیان دیا کہ میرے شوہر امیر علی میرے ساتھ شدید ہراسانی کا سلوک کرتے تھے۔ وہ مجھے دوسری شادی سے پہلے لے کر آیا تھا۔ وہ کسی اور سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ اس نے مجھ پر مٹی کا تیل ڈالا اور آگ لگا دی۔ مجھے گھر کے اندر رکھا گیا تھا اور اس لیے میں بھاگ نہیں سکتی تھی۔ میرا ایک بیٹا ہے جس کی عمر تقریباً 2 سال ہے۔ جب میں جل رہی تھی تو گاؤں کی دوسری خواتین آکر آگ بجھانے کے لیے پانی ڈالنا شروع کر دی تھیں....."

اس کے بعد، سب انسپکٹر (گواہ استغاثہ-6) نے دفعہ 161 مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تحت اس کا بیان ریکارڈ کیا، جو اب موت کا دوسرا اعلامیہ بن گیا ہے زائد مزید تفصیلات کے ساتھ پہلے بیانات مرگ سے مطابقت رکھتا ہے۔ مقدمے کی سماعت میں، ان گواہوں کے علاوہ جنہوں نے تفتیش کے دوران استغاثہ کے مقدمے کی حمایت کی تھی اور دفعہ 164 مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تحت جانچ پڑتال کی تھی، مقدمے میں منہ موڑ چکے ہیں، سیشن جج نے گواہان و رغلیدہ کی زبانی گواہی

پر یقین کیا اور بیانات کے اس حصے کو الگ کر دیا جو ملزم کے حق میں تھا اور ان کے بیان کو قبول کیا جو مجسٹریٹ اور سب انسپکٹر کے ذریعے درج کیے گئے آخری بیانات سے مطابقت رکھتے تھے۔ اس کی بنیاد پر، اس نے ملزم کو تعزیرات ہند کی دفعہ 302 کے تحت جرم کا مجرم قرار دیا اور اسے عمر قید کی سزا سنائی۔

اپیل پر، جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے، عدالت عالیہ نے مدعا علیہ کو شک کا فائدہ دیتے ہوئے بری کر دیا ہے۔ عدالت عالیہ نے استدلال کیا ہے کہ دوسرے بیانات مرگ میں اگرچہ دو گواہوں کے نام مذکور ہیں، لیکن وہ بیان ریکارڈ کرنے کے وقت موجود نہیں تھے۔ بیان ریکارڈ ہونے کے بعد گواہ آئے اور بیان کی تصدیق کی۔ لہذا تفتیشی افسر کو بیان ریکارڈ کرنے میں دلچسپی ہونے کی وجہ سے اس نے اسے من گھڑت بنا دیا۔ اس بنیاد پر، بیانات مرگ کو خارج کر دیا گیا۔ ہم نے بیانات مرگ کی احتیاط سے جانچ کی ہے۔ یہاں تک کہ معاندانہ ہونے والے گواہوں کے شواہد کو چھوڑ کر، ہم دیکھتے ہیں کہ بیانات مرگ اثبات جرم کی بنیاد کے لیے کافی ہیں۔ اس نے واضح طور پر کہا ہے کہ اس کے شوہر نے اسے کمرے میں ڈال دیا، مٹی کا تیل ڈالا اور آگ لگادی اور جب اسے آگ لگی تو اسے کمرے کے اندر رکھا گیا اور اس نے اسے گھر سے باہر آنے سے روک دیا لیکن پڑوسیوں کے ذریعے بچائے جانے کے بعد اس کی جان نہیں بچائی جاسکی۔ ان حالات میں، یہ واضح ہے کہ ملزم کا ارادہ جان بوجھ کر اس کے سر پر مٹی کا تیل ڈال کر اسے قتل کرنے اور پھر اسے آگ لگانے کا تھا۔ موت مدعا علیہ کے جان بوجھ کر کیے گئے عمل کی وجہ سے ہوئی۔ لہذا، عدالت عالیہ مجسٹریٹ کے ذریعے درج کردہ اعلامیے کی درستگی پر شک کرنے میں مکمل طور پر بلا جواز تھی۔ مجسٹریٹ کے ذریعے درج کیے گئے بیانات مرگ پر یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی ہے۔ تفتیشی افسر کے ذریعے درج کیے گئے بیانات مرگ کے حوالے سے بھی ہمیں اسے رد کرنے کی کوئی وجہ نہیں ملتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں، جیسا کہ کہا گیا ہے، گواہ تفتیشی افسر کے ذریعے متوفی کا بیان ریکارڈ کرنے کے بعد آئے تھے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تفتیشی افسر نے بیان من گھڑت بنایا تھا۔ جیسا کہ دیکھا گیا ہے، ایگزیکٹو مجسٹریٹ کو دیا گیا بیان بالکل واضح ہے اور ایک واضح بیان ہے۔ اگر ضرورت پڑی تو تفتیشی افسر کے ذریعے درج کیے گئے بعد کے بیانات مرگ سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ یہ طے شدہ قانون ہے کہ بیان مرگ، اگر سچا پایا جاتا ہے، تو مزید تصدیق کے بغیر اثبات جرم کی بنیاد رکھنے کے لیے کافی ہے۔ اس معاملے میں، طبی شواہد اس کے بیانات مرگ کی تصدیق کرتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ اسے سوالات اور جوابات کی شکل میں درج کیا جائے جیسا کہ ملزم کی طرف سے دعویٰ کیا گیا

ہے۔ ڈاکٹر نے بیان دینے کے لیے تصدیق کی ہے کہ وہ ذہنی طور پر فٹ ہے۔ بیانات کو مد نظر رکھتے ہوئے، ہمیں بری ہونے کو برقرار رکھنے کے لیے عدالت عالیہ کے فیصلے سے کوئی درست یا قانونی طور پر پائیدار وجوہات نہیں ملتی ہیں۔ ہمارا ماننا ہے کہ استغاثہ نے اپنے مقدمے کو شک کے سائے سے بالاتر ثابت کر دیا ہے۔ عدالت عالیہ کے ذریعے بری کیے جانے کے فیصلے اور حکم کو کالعدم قرار دے دیا جاتا ہے اور سیشن کورٹ حکم برأت کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ نتیجتاً، مدعا علیہ کو تعزیرات ہند کی دفعہ 302 کے تحت قابل سزا جرم کا مجرم قرار دیا جاتا ہے اور اسے عمر قید کی سزا سنائی جاتی ہے۔

اس کے مطابق اپیل منظور کی جاتی ہے۔

اپیل منظور کی گئی۔